اسلام کا نظامِ امن و امان
(غیر مسلم اسلام کی نظر میں)

از مولانا محمد ظفیر الدین صاحب مفتاحی (دار الافتاء دار العلوم دیوبند)

سلسلہ کے لئے دیکھئے "برہان" اکتوبر ۱۹۵۹ء

اوپر ہم اشارہ کر چکے ہیں، کہ اسلام کا قانونِ امن و امان ساری انسانی کائنات کی حفاظت کا ضامن ہے، اس قانون کی نظر میں مسلم غیر مسلم کی کوئی بحث نہیں۔ جس طرح دار الاسلام میں ایک مسلمان عزت و آبرو اور اطمینان و سکون کی زندگی کا مالک بنتا ہے، اس سے زیادہ غیر مسلم کا پاس و لحاظ ہے کہ اس کی آزادی اور اس کے امن و امان میں کوئی خلل واقع نہ ہو۔

اسلامی حکومت کا فریضہ اسلامی حکومت، کا فریضہ ہے کہ جو غیر مسلم رعایا کی حیثیت سے اس کی قلمرو میں رہتے ہوں، ان کی جان و مال، عزت و آبرو، اور مذہبی آزادی پر حرف نہ آنے دے، جس طرح بھی ممکن ہو، سب سے پہلے ان کی خبر گیری رکھے اور اپنی اس ذمہ داری کو ادا کرے، اس لئے کہ یہ معاہد ہیں، اور ان کا مذہب، حکومت کے مذہب کے خلاف ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ مذہب کا اختلاف ظلم و جور پر اکسانے کا ذریعہ بن جائے، اور خدا کی یہ بے گناہ مخلوق انصاف اور مساوات سے محروم رہ جائے۔

اسلامی حکومت کا نظریہ اسلامی حکومت ان تمام لوگوں کو، جو اس کی مشینوں کے پرزے بنے ہوئے ہیں، ذہن نشین کرتی ہے، کہ جس طرح اللہ تعالیٰ اس روئے زمین پر اپنے تمام بندوں کو خواہ اس کا مذہب و دین کچھ بھی ہو، رزق عطا کرتے ہیں، آرام و عافیت کے سامان میں مساوات برتتے ہیں، اسی طرح جو حکومت اللہ تعالیٰ کے قوانین پر عمل پیرا ہے، اس کا بھی فریضہ ہے کہ ان دنیاوی معاملات میں کسی کے ساتھ کوئی امتیازی

سلوک روا نہ رکھے، اور مسلم وغیر مسلم سبھوں کے ساتھ یکساں معاملہ رکھے۔ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:-

من قتل معاھدًا لم یرح رائحۃ الجنۃ	جو شخص اُس غیر مسلم کو قتل کرے گا جس سے معاہدہ ہو چکا
وان ریحھا یوجد من مسیرۃ اربعین	ہے وہ جنت کی بو سے بھی محروم رہے گا۔ حالانکہ اس کی خوشبو
عاما۔ رواہ البخاری (تفسیر ابن کثیر ج۲ ص۱۸۵)	چالیس سال تک کی مسافت تک پہنچتی ہے۔

جزیہ کے بعد غیر مسلم کا درجہ اسلامی حکومت میں سوچنے کی بات بھی ہے کہ جب حکومت نے اُن کی ذمہ داری قبول کرلی اور انھوں نے وفاداری کا اقرار کرلیا، پھر کسی کو کیا حق پہونچتا ہے کہ ذمّی کے کسی ایک بچے کو بھی بلا وجہ ستائے۔ اُس وقت اور بھی جبکہ ان لوگوں نے جزیہ کی رقم دیکر اپنی حفاظت کا بار حکومتِ وقت پر ڈال دیا ہو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

انما بذلوا الجزیۃ لتکون دماءھم	ان غیر مسلموں نے جزیہ اسی لئے ادا کیا ہے کہ ان کا خون ہمارے
کدمائنا واموالھم کاموالنا (نصب الرایہ ج۳ ص۳)	خون کے برابر اور اُن کا مال ہمارے مال کے درجہ میں آجائے

دارقطنی میں ان الفاظ کے ساتھ یہ روایت نقل کی گئی ہے:-

قال علیؓ من کانت ذمتنا فدمہ	حضرت علیؓ کا قول ہے جو غیر مسلم ہمارا ذمی بن جائے تو اس کا خون
کدمنا ودیتہ کدیتنا (ایضاً)	ہم جیسا خون ہوجاتا ہے اور اس کی دیت ہماری دیت کے برابر

ذمیوں کے حقوق اسلام میں معلوم ہوا کہ ذمّی (غیر مسلم) رعایا کو ملک میں وہی حقوق اسلام عطا کرتا ہے، جو مسلم رعایا کو حاصل ہے۔ قصاص کی بحث میں وضاحت سے اس مسئلہ پر روشنی ڈالی جاچکی ہے کہ اگر کوئی مسلمان غیر مسلم رعایا میں سے کسی کو قتل کر ڈالے گا، تو جرم کے ثابت ہوجانے کے بعد اُسے بھی حکومت قتل کروا ڈالے گی اور وہ بھی اس طرح کہ اس قاتل کو اس مقتول کا وارث خود قتل کرے گا یا کسی سے کرائیگا۔

مذہب و دین کے سلسلہ میں بحث گذرچکی ہے کہ اسلام مذہب کے سلسلہ میں آزادی کا قائل ہے۔ قرآن کا اعلان ہے کہ لَآ اِکۡرَاہَ فِی الدِّیۡنِ اس کی بقدرِ ضرورت تفصیل پہلے گذرچکی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جن قوموں پر جزیہ لگایا گیا، اور اس سلسلہ میں آپ نے اُن کو جو

حقوق عطا کئے، وہ تاریخ کی کتابوں میں موجود ہے، اس سے بڑی آسانی سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اسلام نے غیر مسلم رعایا کا کس قدر لحاظ و پاس کیا ہے۔

اہلِ نجران خدمتِ نبوی میں | نجران کے سلسلہ میں لکھا ہے کہ نجران اور یمن سے سید و عاقب خدمتِ نبوی میں حاضر ہوئے اور صلح کی درخواست کی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قبول فرمالیا، کہ دو ہزار حلہ ماہِ صفر میں اور ایک ہزار ماہِ رجب میں دیا کریں، اور کچھ معمولی چیزیں اور اس سلسلہ میں طے پائیں، اور اس بدلے میں اُن کو یہ ذمہ داری کا پروانہ عطا کیا گیا:۔

وجعل لهم ذمة الله وعهده وان لا يفتنوا عن دينهم ومراتبهم فيه ولا يحشروا ولا يعشروا۔ (فتوح البلدان ص۷۱)	ان غیر مسلموں کو اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری اور عہد دیا گیا ہے، ان کو نہ تو ان کے مذہب کے سلسلہ میں ستایا جائے گا نہ اُن کے مرتبے گھٹائے جائیں گے، نہ ان سے فوجی خدمت لی جائے گی اور نہ عشر لیا جائے گا۔

اس میں بالکل صراحت موجود ہے کہ آنحضرتؐ نے دین و مرتبے کی طرف سے ان کو بالکل مطمئن کر دیا، صاحبِ ایلہ کے صلحنامہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے محافظت کی وضاحت کی ہے۔

وكتب لهم كتابا بان يحفظوا و يمنعوا (فتوح البلدان ص ۶۸)	ان کو پروانہ لکھ دیا گیا ہے کہ ان کی حفاظت کی جائے گی اور اُن کی طرف سے مدافعت کی جائے گی۔

امن کا پروانہ سرورِ کائناتؐ کی طرف سے | اہلِ نجران کے سلسلہ میں جو مفصل صلحنامہ فتوح البلدان اور کتاب الخراج لابی یوسف میں ہے، اسے بھی ملاحظہ فرمائیں۔

ولنجران وحاشيتها جوار الله وذمة محمد النبي ورسول الله على انفسهم وملتهم وارضهم واموالهم وغائبهم وشاهدهم وبيرهم و بعثهم وامثلتهم لا يغير ما كانوا عليه	نجران کے غیر مسلم باشندوں اور اُن کے دوسرے ہمسایوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی پناہ ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذمہ، یہ پناہ اور ذمہ ان کی جان کے لئے ہے، اُن کے مذہب کے لئے ہے، ان کی زمین اور مال کے لئے ہے، اُن کے حاضر و غائب، قافلے، قاصد اور مذہبی نشانات تمام چیزوں

ولا بغیر حق من حقوقهم وامثلتهم ولا یغیّر اسقف من اسقفیته ولا راهب من رهبانیته ولا واقه من وقاهیته علی ما تحت ایدیهم من قلیل او کثیر ولیس علیهم رهق ولا دم جاهلیة ولا یحشرون ولا یعشرون ولا یطاء ارضهم جیش من سأل منهم حقا فبینهم النصف غیر ظالمین ولا مظلومین بنجران ومن اکل منهم ربًا من ذی قبل فذمتی منه بریئة ولا یوخذ منهم رجل بظلم آخر ولهم ما فی هذه الصحیفة جوار الله وذمة محمد النبی ابدا حتی یاتی الله ما نصحوا واصلحوا فیما علیهم غیر مکلفین شیئًا بظلم۔

شهد ابوسفیان بن حرب وغیلان بن عمرو ومالک بن عوف من بنی نصر والاقرع بن حابس الحنظلی والمغیرة (فتوح البلدان ص۷۳)

کے لئے ہے، جس پر وہ اس وقت قائم ہیں، اس میں کوئی تبدیلی نہیں کی جائے گی، ان کے حقوق ونشانات حالہا باقی رہیں گے تغیر وتبدل نہ ہوگا، ان کے سارے مذہبی عہدے باقی رکھے جائیں گے نہ کسی اسقف کو اس کی جگہ سے ہٹایا جائے گا اور نہ راہب کو رہبانیت سے الگ کیا جائیگا اور نہ کسی خادمِ کلیسا کو اس کی جگہ سے محروم کیا جائے گا خواہ اس کے قبضہ میں تھوڑا ہو یا بہت،

ان پر جاہلیت کے زمانہ کے کسی خون یا عہد کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے، ان کو نہ فوجی خدمت پر مجبور کیا جائیگا، نہ عشر پر، اور نہ ان کی زمین کو کوئی لشکر پامال کریگا۔ اگر ان سے کسی حق کا کوئی مطالبہ کریگا تو پورا پورا انصاف ہوگا۔ اہل نجران میں نہ یہ ظالم بنیں گے اور نہ مظلوم، ان میں جو پہلے سود کھا چکا ہو اس سے ہم پاک ہوں، ان میں سے کوئی دوسرے کے ظلم کی وجہ سے پکڑا نہ جائیگا۔ اس امان نامہ میں جو کچھ ہے اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی پناہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذمہ ہے۔ اس وقت تک کے لئے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم آئے اور وہ سب خیر خواہی برتیں اور ان حقوق کو ادا کرتے رہیں جن کا عہد کیا ہے، ان پر کوئی ظلم وزیادتی نہ ہوگی۔

گواہ شد ابوسفیان بن حرب، غیلان بن عمرو، مالک بن عوف اقرع بن حابس حنظلی اور مغیرہ۔

اس صلحنامہ کی عبارت بغور پڑھیں اور سوچیں کہ اس سے زیادہ کوئی حکومت کسی قوم کو اور کس چیز کی ضمانت دے سکتی ہے۔ اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد و ذمہ سے بڑھ کر اور کس کا عہد و ذمہ قابلِ اعتماد ہو سکتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں ذمی کی حیثیت | اور یہی نہیں بلکہ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلان ہے:-

الا من ظلم معاهدا او انتقصه او کلفه فوق طاقته او اخذ منه شیئاً بغیر طیب نفس فانا حجیجه یوم القیامة رواه ابو داؤد (مشکوٰۃ باب الصلح صـ۳۵۴)

سنو! جو کسی معاہد (غیر مسلم) پر ظلم کریگا، یا اس کے حقوق میں کمی کریگا، یا طاقت سے زیادہ تکلیف دیگا اور یا اس کی کوئی چیز اس کی مرضی کے بغیر لے گا تو میں قیامت کے دن اس کی طرف سے مستغیث بنوں گا۔

ظلم و زیادتی کا کوئی ایسا دروازہ نہیں ہے جس پر اسلام نے پہرہ نہ بٹھا دیا ہو، اور کسی قوم کے حقوق جتانے کی موثر سے موثر جو تدبیر ہو سکتی ہے، اُسے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار نہ کیا ہو، پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لب و لہجہ اور اندازِ بیان جیسا زوردار ہے وہ بھی آپ سے پوشیدہ نہیں ہے، اس کے بعد بھی اگر کسی کو اطمینان نہ ہو تو اس کا کوئی علاج نہیں ہے۔

خلفائے راشدین کا سلوک غیر مسلموں سے | خلفائے راشدین نے اپنے زمانہ میں جو فتوحات کی ہیں، ان کی تاریخ کا مطالعہ کیجئے، وہاں آپ پڑھیں گے کہ انھوں نے بھی غیر مسلم رعایا کے ساتھ جس قدر رعایتیں ممکن ہو سکتی ہیں، کیں، ۱۴ھ میں فتحِ دمشق کا واقعہ پیش آیا ہے، حضرت خالد بن ولید نے اس موقع سے جو امان نامہ عطا کیا ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں:-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ هذا ما اعطى خالد بن الولید اهل دمشق اذا دخلها اعطاهم امانا على انفسهم واموالهم و کنائسهم وسور مدینتهم، لا یهدم ولا یسکن شئی من دورهم لهم بذلك عهد الله ورسوله صلى الله علیه وسلم والخلفاء والمؤمنین لا یعرض لهم الا بخیر اذا اعطوا الجزیة (فتوح البلدان صـ۱۲۷ و صـ۱۲۸)

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان اور کرم فرما ہے، یہ وہ پروانہ ہے جو خالد بن الولید نے اہلِ دمشق کو داخل ہوتے وقت عطا کیا، ان تمام کو جان و مال، اور عبادتخانوں اور شہر پناہ کی طرف امن بخشا، کنیسے اور شہر پناہ نہ ڈھائے جائیں گے اور نہ ان کے گھروں میں کوئی سکونت اختیار کریگا۔ اس لئے کہ ان کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء اور تمام مومنین کی طرف سے عہد ہے، جب تک یہ جزیہ دیتے رہیں گے سوائی بھلائی کے اور کوئی چھیڑ چھاڑ نہ ہوگی۔

اس امان نامہ کا آپ ایک ایک جملہ غور و فکر سے پڑھ جائیے، اور ناقدانہ نگاہ ڈال جائیے، مگر بایں ہمہ آپ کو ماننا پڑیگا، کہ غیر مسلم رعایا کے ساتھ کوئی ایسی رعایت نہیں ہے، جس کا پاس و لحاظ نہ رکھا گیا ہو، جان، مال، گرجے، شہر اور اُن کے گھر سب چیزوں کے امن و امان کا اعلان کیا گیا ہے۔

مسلمانوں کے حسن سلوک کے اثرات مسلمانوں نے اپنے اُن عہد و پیمان کی وفاداری کا جیسا ثبوت دیا ہے، اس کی مثال تاریخ میں نہیں مل سکتی ہے۔ اور خود غیر مسلم رعایا نے اس سلسلہ میں اعترافِ احسان کیا ہے اور اپنے ہم مذہبوں کے مقابلہ میں مسلمان حکمرانوں کو ترجیح دی ہے۔ شام میں حضرت ابو عبیدہؓ اور آپ کے مسلمان حکام نے غیر مسلم کے ساتھ عدل و مساوات کا ایسا ثبوت بہم پہونچایا کہ وہاں کی رعایا مسلمانوں کی گرویدہ اور مددگار و معاون بن گئی۔

فلما رائی اهل الذمة وفاء المسلمين	ذمیوں (یعنی غیر مسلم رعایا) نے جب اپنے ساتھ مسلمانوں کی
لهم وحسن السيرة فيهم صاروا اشداء	وفاداری اور حسن سلوک اور خوش اخلاقی کا مظاہرہ دیکھا تو وہ
على عدو المسلمين وعونا للمسلمين، على	اُن کے ایسے گرویدہ ہو گئے کہ اُن کے حامی و مددگار بن گئے اور ان
اعدائهم فبعث اهل كل مدينة ممن	کے دشمنوں کے سخت ترین مخالف، اور ان تمام شہروں کے
جرى الصلح بينهم وبين المسلمين	باشندوں نے جن سے صلح ہو چکی تھی، اپنی طرف سے کچھ لوگوں
رجالا من قبلهم. يتجسسون الاخبار	کو بطور سی آئی ڈی روم کی طرف بھیجا کہ وہ اُن کے ملک اور
عن الروم وعن ملكهم وما يريدون	ان کے ارادے کی رپورٹ حاصل کر کے مسلمانوں کو
ان يصنعوا (كتاب الخراج لابي يوسف منشہ)	پہونچائیں۔

لی ہوئی رقم کی واپسی اور جب حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ دشمن کا ایسا سخت مقابلہ ہے، کہ بیک وقت ہم مقابلہ بھی کریں اور ذمیوں کی حفاظت بھی، ناممکن ہے، تو آپ نے حکم نافذ کر دیا کہ اُن سے جو جزیہ اور ٹیکس وصول کیا گیا ہے، واپس کر دیا جائے، اور اُن کے سامنے حکومت کی مجبوری پیش کر دی جائے۔

فكتب ابو عبيدة الى كل وال	حضرت ابو عبیدہؓ نے ان تمام شہروں کے گورنروں کو لکھا جن سے
ممن خلفه في المدن التي صالح اهلها	صلح ہو چکی تھی کہ وہ اپنے اپنے شہروں میں ذمیوں کو خراج و
يأمرهم ان يردوا عليهم ما جبي منهم	جزیہ کی رقم جو وصول کر چکے ہیں واپس کر دیں، اور اُن سے یہ

من الجزیۃ والخراج و کتب الیھم ان یقولوا لھم انما رددنا علیکم اموالکم لانہ قد بلغنا ماجمع لنا من الجموع وانکم قد اشترطتم علینا ان نمنعکم وانا لا نقدر علی ذالک، و قد رددنا علیکم ما اخذنا منکم و نحن لکم علی الشرط وما کتبنا بیننا و بینکم ان نصرنا اللہ علیھم۔

(کتاب الخراج صـ۸۱)

کہدیں کہ ہم تمہاری یہ رقم اس لئے واپس کر رہے ہیں کہ دشمنوں کے ایک بڑے مجمع کی اطلاع ملی ہے، جو ہم سے برسرِ پیکار ہونے والا ہے اس نازک موقع پر ہم شاید اس شرط کو نباہ سکیں گے جس کا تم سے وعدہ کیا تھا کہ تمہاری حفاظت ہمارے ذمہ ہے اور جو صورتِ حال سامنے ہے اس کے پیش نظر اس کی قدرت باقی نہیں رہے گی، لہٰذا جو رقم وصول کی تھی واپس ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ نے ہماری مدد کی تو پھر ہم اسی شرط پر رہیں گے، جو دونوں کے درمیان طے پائی ہے۔

غیر مسلم رعایا کے تاثرات حسب الحکم ہر شہر کے ذمہ دار مسلمان حکمرانوں نے ذمیوں کے جزیئے اور خراج انہیں واپس کر دئے اور یہ فرمان اپنے امیر العسکر کا پہونچا دیا، تو یہ اس سے بے حد متاثر اور ملول خاطر ہوئے اور دعائیں کرنے لگے کہ اللہ تعالیٰ ان مسلمانوں کی مدد فرمائیں، اور خدا کرے یہ پھر ہمارے اوپر حکمراں بنکر واپس آئیں۔ اس لئے کہ اگر ان کے بجائے ہمارے ہم مذہب ظالم وجابر حکمرانوں کو اقتدار حاصل ہو گیا، تو پھر وہ ہمیں تباہ و برباد کر ڈالیں گے، اور یہ تو انہی مسلمان حکمرانوں کا عدل ہے کہ لی ہوئی رقم واپس کر دی، غیر مسلم ہوتے تو ہرگز واپس نہ کرتے، بلکہ بچا کھچا اثاثہ بھی ہڑپ کر لیتے۔

قالوا ردکم اللہ تعالیٰ علینا ونصرکم علیھم فلو کانوا ھم لم یردوا علینا شیئا واخذوا کل شئ بقی لنا، حتی لا یدعوا شیئا (ایضاً)

غیر مسلم رعایا کہنے لگی۔ اللہ تعالیٰ تم کو پھر ہمارے شہروں پر واپس لائیں، اور تمہاری تمہارے دشمنوں کے مقابلہ میں مدد کریں۔ اگر ہمارے ہم مذہب حکمران ہوتے تو کچھ بھی واپس نہیں کرتے اور بچا کھچا سب ہتھیا لیتے،

اہل حیرہ حضرت خالد کی خدمت میں اسی طرح حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت ۱۲ھ میں جب حضرت

خالد بن الولیدؓ نے حیرہ والوں کا محاصرہ کرلیا، اور آپ کے پاس والی حیرہ ایاس بن قبیصہ الطائی رؤسا کے ساتھ آئے، تو آپ نے ان پر اسلام، جزیہ اور لڑائی تین چیزیں علی الترتیب پیش کیں، کہ یا تو وہ سب اسلام قبول کرلیں، یہ نہ کرسکیں تو جزیہ دینا تسلیم کرلیں، اور سب کے اخیر میں جنگ ہے۔

ابن بقیلہ کے ہاتھ میں زہر تھا، اس نے کہا، یا تو آپ ہماری بات مان لیں ورنہ یہ زہر ہے، میں خودکشی کرلوں گا، اپنی قوم میں ایسی چیز کے ساتھ واپس نہیں جاسکتا، جو ان کو پسند نہیں، حضرت خالد بن الولیدؓ نے اس کے ہاتھ سے زہر لے لیا اور بسم اللہ لا یضرّ مع اسمہ الخ پڑھکر نگل گئے، وہ سب یہ دیکھ کر حیرت زدہ ہوگئے، کہ زہر نے ان پر کوئی اثر نہیں کیا، مختصر یہ کہ بالآخر جزیہ پر صلح کی بات طے ہوگئی صلحنامے کے مخصوص جملے یہ ہیں کہ مسلمانوں کے خلاف کسی کافر کی اعانت نہ کریں گے اور نہ یہ مسلمانوں کے راز کسی پر فاش کریں گے، اور جزیہ کی رقم برابر ادا کرتے رہیں گے، اگر انھوں نے ان چیزوں کو جو عہدنامہ میں ہے مخالفت کی تو پھر ان کے لئے نہ کوئی امان ہے نہ کوئی ذمّہ، اور اگر انھوں نے اس کی رعایت کی اور اس پر قائم رہے تو ان کو وہ سارے حقوق حاصل ہوں گے، جو معاہد کو ہوتے ہیں، اور ہمارے ذمہ ان کی حفاظت و نگرانی کا فریضہ ہے۔

حضرت خالدؓ کی طرف سے امن کا پروانہ اور امداد کا وعدہ | اس صلحنامہ اور امن نامہ میں آپ نے ان غیر مسلم رعایا کے لئے اس کا بھی اعلان کیا کہ ان میں جو لوگ معذور ہیں، ان سے جزیہ نہیں لیا جائے گا اور اسی طرح بعد میں جو معذور ہوجائے گا اس وقت اس سے بھی جزیہ معاف کردیا جائے گا اور یہی نہیں بلکہ اگر وہ وفادار رعایا بن کر ملک میں رہا تو حکومت کی طرف سے اس کی اور اس کے بال بچوں کی کفالت کی جائے گی۔

شیخ ضعف عن العمل او اصابته آفۃ من الآفات او کان غنیا فافتقر وصار اھل دینہ یتصدقون علیہ طرحت جزیتہ وعیل من بیت مال المسلمین وعیالہ ما اقام بدار الھجرۃ ودار الاسلام (کتاب الخراج ص۸۵)

جو بھی ضعیف العمر ناکارہ ہوجائے یا اُسے کوئی آفت پہنچ جائے، یا جو مالدار تھا وہ ایسا محتاج ہوجائے کہ اس کے ہم قوم اسے صدقہ دینے لگیں تو اُس سے جزیہ معاف کردیا جائے گا اور مسلمانوں کے بیت المال سے اس کی اور اس کے بال بچوں کی مدد کی جائیگی جب تک وہ دارالاسلام میں اقامت گزیں رہیں گے۔

آخر میں اس کی بھی صراحت کی گئی تھی کہ ان غیر مسلم رعایا میں سے جو بھی امداد کی مسلمانوں سے درخواست کرے گا اس کی درخواست منظور کی جائے گی، اور اس سلسلہ کے اخراجات کی ذمہ داری بیت المال پر ہوگی۔

فان طلبوا عونا من المسلمین اعینوا به ومعونته العون من بیت مال المسلمین۔ (کتاب الخراج ص۸۵)

اگر یہ لوگ مسلمانوں سے مدد کے طالب ہوں گے، ان کی مدد کی جائے گی اور اس مدد کا بار بیت المال پر ہوگا۔

مسلمان حکمرانوں کی وفاداری | مسلمانوں نے کبھی بھی امان نامے اور صلحنامے کی خلاف ورزی نہیں کی۔ بلکہ امان نامہ اور صلح نامہ کا اگر آپ بغور مطالعہ کریں گے تو آپ محسوس کریں گے، کہ مسلمانوں نے اپنی حکومت میں دوسرے مذاہب کی عبادت گاہوں اور اُن کے دوسرے مذہبی مراسم کو جس طرح وسعتِ قلبی سے باقی رکھا ہے، یہ انہی کا حصہ ہے، عانات اور دوسرے شہروں کے صلح ناموں میں صراحت ہے۔

فصالحہم واعطاہ ما اراد علی ان لا یہدم لہم بیعۃ ولا کنیسۃ و علی ان یضربوا نواقیسہم فی ای ساعۃ شاؤا من لیل او نہار الا فی اوقات الصلوات وعلی ان یخرجوا الصلبان فی ایام عیدہم (ایضاً ص۸۶)

ان سے صلح کی اور جو وہ چاہتے تھے اس کے لئے امان نامہ عطا کیا کہ نہ اُن کے گرجے اور عبادت خانے ڈھائے جائینگے اور نہ ناقوس بجانے پر کوئی پابندی ہوگی، اوقاتِ نماز کے علاوہ دن رات کے جس حصہ میں چاہیں گے سنکھ پھونک سکیں گے اور اسی طرح اپنے ایامِ عید میں صلیب نکالیں گے۔

اور اس پر عمل برابر باقی رہا، کسی نے بھی اس کی خلاف ورزی نہیں کی۔

فادوا الیہ الجزیۃ وترکت البیع والکنائس، لم تہدم لما جری من الصلح بین المسلمین واھل الذمۃ ولم یرد ذالک علی خالد ابوبکر ولا ردہ بعد ابی بکر عمر، ولا عثمان ولا علی رضی اللہ عنہم اجمعین (ایضاً ص۸۷)

ذمیوں نے مسلمانوں کو جزیہ ادا کیا اور گرجے اور ان کے عبادت خانے چھوڑ دیئے، ڈھائے نہیں گئے، اور مسلمانوں اور ذمیوں کے درمیان جن چیزوں پر صلح ہوئی تھی وہ برابر باقی رہی، نہ حضرت خالد کے اس صلح نامے کو حضرت ابوبکرؓ نے رد کیا اور نہ آپ کے بعد حضرت عمرؓ نے اور نہ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ نے، رضی اللہ عنہم۔

خلاف ورزی کی سختی کے ساتھ ممانعت | حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے زمانہ میں اسی پر عمل باقی رکھا، اور اس کی خلاف ورزی سے سختی کے ساتھ منع کیا، اور ہر زمانہ کے علمار نے صلح ناموں کے احترام پر حکومتِ وقت کو مجبور رکیا، چنانچہ مسلمان حکومت نے کبھی خلاف ورزی کی جرأت نہیں کی، البتہ وہ شہر جن کو مسلمانوں نے بسایا، ان میں ذمیوں کو اس کی اجازت نہیں ہے کہ اپنے ان دینی شعائر کو وجود بخشیں، جو اسلام کے خلاف ہیں۔

صلح نامے اور امان نامے میں جو چیزیں طے پاچکی ہیں اُن پر عمل کے متعلق امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:۔

قال ابو یوسف ولست اری ان یہدم شی مما جری علیہ الصلح ولا یحول (کتاب الخراج ص۸۳)

جن امور پر صلح ہو چکی ہے ان کی خلاف ورزی میں جائز نہیں سمجھتا۔

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جب کسی وقت مسلمان حکمرانوں میں سے کسی نے اس کے خلاف کرنے کی جرأت کی تو ذمیوں نے وہ کاغذات پیش کئے، جو صلح نامے اور امان نامے کی شکل میں اُن کے پاس موجود تھے، چنانچہ فقہاء وقت نے ذمیوں کی حمایت کی، اور حکمرانوں کے اس غلط ارادہ کو معیوب جانا، اور ان کی سختی کے ساتھ مخالفت کی، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اس ارادہ سے باز آگئے۔

فکفوا عما ارادوا (ایضاً)

چنانچہ وہ سب اپنے ارادے سے باز آگئے۔

مسلمان شہروں میں ذمیوں کو مذہبی شعار کے اظہار کی اجازت نہیں اور اسکی وجہ | البتہ ان شہروں میں گرجے اور کنیسے کی ممانعت، جو مسلمانوں نے بعد میں بسائے اس وجہ سے ہی کہ ان میں یہ پہلے سے آباد نہیں ہوتے ہیں۔

عن عکرمۃ عن ابن عباس انہ سئل عن العجم الھم ان یحدثوا بیعۃ او کنیسۃ فی بلاد امصار المسلمین فقال اما مصر مصرتہ العرب فلیس لھم ان یحدثوا فیہ بناء بیعۃ وکنیسۃ ولا یضربوا فیہ بناقوس ولا یظھروا فیہ خمرا ولا یتخذوا فیہ خنزیرا و

حضرت عکرمہ حضرت ابن عباس سے راوی ہیں کہ ان سے عجمیوں کے متعلق سوال کیا گیا کہ کیا ذمیوں کو اسلامی شہروں میں نئے گرجے اور عبادت خانے بنانے کا حق حاصل ہوگا، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ وہ شہر جسے مسلمانوں نے آباد کیا ہے، ان میں ان ذمیوں کو نئے گرجے اور کنیسے بنانے کا حق حاصل نہ ہوگا اور نہ وہ ان شہروں میں سنکھ پھونکیں گے نہ علی الاعلان شراب کی بیع و فروخت کریں گے اور نہ خنزیر

كل مصر كانت العجم مصرته ففتحه الله على العرب فنزلوا على حكمهم فللعجم ما في عهدهم وعلى العرب ان يوفوا لهم بذالك (كتاب الخراج ص۸۸)

داخل کریں گے۔ البتہ جو شہر عجمیوں کے بسائے ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس پر تسلط بخشدیا ہو لیکن انھوں نے ان کو باقی رکھا ہے اور جو کچھ باہم معاہدہ ہوا ہو اس کا عجمیوں کو حق ہے اور مسلمانوں کی ذمہ داری ہو کہ وہ اپنے عہد کو ان کے حق میں پورا کر دکھائیں اور اسی پر جمے رہیں

شہروں کی مختلف قسمیں | اصل میں شہروں کی تین قسمیں ہیں، ایک تو وہ جسے مسلمانوں نے از سرِ نو آباد کیا ہو، اور بسایا ہو جیسے کوفہ، بغداد اور اس طرح کے دوسرے شہر، ان میں ذمیوں کے لئے کنیسہ بنانا جائز نہیں، دوسرا وہ شہر جسے مسلمانوں نے طاقت سے حاصل کیا ہو، اس کا بھی یہی حکم ہے کہ نیا گرجا بنانا جائز نہیں ہے، اور تیسرا وہ شہر جو صلح سے حاصل ہوا اور وہاں کے باشندے زمین سے بے دخل نہیں کئے گئے تو اس شہر میں اپنی زمین پر نیا گرجا بنانا جائز ہوگا، اور اگر زمین ان کے قبضہ میں نہیں رکھی گئی، مگر شرائط میں اس کی اجازت موجود ہے تو بھی درست ہوگا۔[1]

مسلمانوں کا مقام | اس تفصیل کے بعد مسئلہ میں کوئی گنجلگ باقی نہیں رہ جاتی ہے، مگر یہ جو کچھ ہے اجازت ہے، اس کا یہ منشا ہرگز نہیں ہے کہ مسلمان حکمران بنانے کا حکم دیں، یا مجبور کریں۔

ان معنى قولهم لا نمنعهم من الترميم ليس المراد انه جائز نأمرهم به بل بمعنى نتركهم وما يدينون (رد المحتار ص۳۷۵ ج۳)

اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کو ہم مرمت سے منع نہ کریں گے، یہ منشا نہیں ہے کہ ہمارے لئے ان کو اس کام کے لئے حکم دینا جائز ہے بلکہ ہم ان کو ان کے مذہب و معتقدات پر چھوڑ دیں گے۔

بعض علماء کی رائے | اسی طرح جن مسلمان شہروں میں غیر مسلم کو کفر کے آثار کے قیام کی اجازت نہیں ہے، اس کا مفہوم بھی بعض علماء نے یہی سمجھا ہے کہ ذمیوں کو قانونی طور پر ان میں گرجے، بت خانے اور دوسرے اس طرح کے کاموں کا شہری حق حاصل نہیں ہے، لیکن مسلمان حکمرانوں کی اجازت سے وہ بنا سکتے ہیں، اور تاریخ کی شہادت ہے کہ انھوں نے بنایا بھی ہے، اور ان کو اجازت بھی ملی ہو، شبلی نعمانی لکھتے ہیں:

---

[1] رد المحتار مطلب ان الامصار ثلثة ص۳۷۴ ج۳۔

"حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا یہ فتویٰ بھی اس لحاظ سے تھا کہ اس وقت تک مسلمان اور دوسری قومیں اچھی طرح ملے جلے نہیں تھے، لیکن جب یہ حالت نہیں رہی، تو وہ فیصلہ بھی نہیں رہا، چنانچہ خاص اسلامی شہروں میں اس کثرت سے گرجا، بت خانے، آتشکدے بنے کہ ان کا شمار نہیں ہوسکتا۔ بغداد خاص مسلمانوں کا آباد کیا ہوا شہر ہے، وہاں کے گرجوں کے نام معجم البلدان میں کثرت سے ملتے ہیں، قاہرہ میں جو گرجے بنے وہ مسلمانوں ہی کے عہد میں بنے۔" [1]

مسلمان حکمرانوں کی رواداری مسلمان حکمراں کی رواداری اور انصاف کے سیکڑوں واقعات تاریخ میں محفوظ ہیں، جو رہتی دنیا تک ان جھوٹے، فتنہ انگیز عیسائی اور غیر مسلم مصنفوں کی تردید کرتے رہیں گے، جو اسلامی نظام حکومت اور مسلمان حکمرانوں کے خلاف زہر اگلتے رہتے ہیں، اور ان کو تنگ دل اور ناانصاف لکھنے میں بے حیائی سے کام لیتے ہیں۔

عمر بن عبدالعزیز کا انصاف عمر بن عبدالعزیزؒ کا یہ تاریخی واقعہ بہت مشہور ہے اور اپنی جگہ بالکل صحیح کہ انھوں نے اپنے عہدِ حکومت میں، عیسائیوں کی درخواست پر جامع مسجد دمشق کے اس حصہ کے ڈھانے اور عیسائیوں کے حوالے کردینے کا حکم دے دیا تھا، جسے ولید بن عبدالملک نے غصہ میں زبردستی عیسائیوں کی مرضی کے بغیر جامع مسجد میں شامل کرلیا تھا، بالآخر مسلمانوں نے عیسائیوں کو راضی کیا، اور غوطہ نامی شہر کے وہ تمام گرجے جن کو انھوں نے قوت سے فتح کیا تھا، عیسائیوں کو جامع دمشق کے اس حصہ کے بدلہ واپس کیا، اور پھر عیسائیوں کی درخواست پر حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے یہ تبادلہ منظور کیا اور جامع مسجد کے انہدام کا حکم واپس لیا۔[2]

(باقی)

---

[1] رسائل شبلی ص۲۰ ۔ [2] تفصیل کے لئے دیکھئے فتوح البلدان ص۱۳۲

حیاتِ اجمل

مرتب قاضی عبدالغفار صاحب۔ یہ مسیح الملک محمد اجمل خاں صاحب کی سوانحعمری ہی نہیں ہے بلکہ اس میں اس دور کی پوری سیاسی تحریکات کا خلاصہ پیش کیا گیا ہے۔ مکتبۂ برہان اردو بازار۔ دہلی ۶